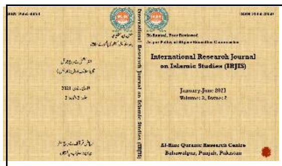

International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

پاکستان میں عدالتی خلع کا طریقہ کار اور شرعی نقطہ نظر: ایک تنقیدی جائزہ

The procedure of Judicial Khula in Pakistan and Shariah Perspective: A Critical Review

Basheer Ahmad,
M.Phil. Islamic Studies,
The Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Punjab, Pakistan
Email: basheeerahmad590@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-7918-9170

To cite this article: Basheer Ahmad. 2022. "پاکستان میں عدالتی خلع کا طریقہ کار اور شرعی نقطہ نظر: ایک تنقیدی جائزہ: The Procedure of Judicial Khula in Pakistan and Shariah Perspective: A Critical Review". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 4 (Issue 2), 25-33.

Journal:	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 4 || July - December 2022 || P. 25-33
Publisher:	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-4-2-3/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.04.02.u3
Journal Homepage:	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	30 December 2022

License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

The relationship between man and woman is very important and once it has been established then according to Sharia it requires to be sustained. But if there is any dispute between the Husband and wife, and if it is not possible to live together, then the shariah advised both parties to live with peace and patience. But if the problem or conflict is not resolved then the shariah has given the right of divorce to the husband and the right of Khula to the wife. For Khula, some conditions are not being followed in the contemporary Judicial System. Our society is suffering every day, as some woman takes the degree of Khula from the court and starts living independently in their mind, while on the other hand, their husband insists to continue their marriage. Therefore, there is a dire need to review the Khula of the Judicial System and to discuss the other permissible ways if any. In this article Khulah according to Shariah, its conditions, and the permissible aspects of Fasakh (Cancellation of Marriage) has been discussed in detail.

Keywords: Khula, Conditions, Judicial, Fasakh, Shariah Solution

1. تمہید:

شریعت مطہرہ نے زوجین کے درمیان اختلافات کی صورت میں صبر و تحمل سے کام لینے کا کہا ہے، لیکن اگر اختلافات اس حد تک پہنچ جائے جہاں زوجین ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے قابل نہ ہو تو پھر ایسی صورت میں شوہر کو طلاق کا حق دیا ہے اور بیوی کو خلع کا حق دیا گیا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اس بارے میں یہ ہے کہ یا تو شوہر اپنے بیوی کے حقوق ادا کرے ورنہ اس کو بلاوجہ مت لٹکائے، بلکہ اس کے ساتھ خلع پر راضی ہو کر اس کو اپنے نکاح سے الگ کرے تاکہ وہ اپنی زندگی کے بارے میں خود فیصلہ کرسکیں۔ لیکن خلع کیلئے بنیادی طور پر زوجین کی رضامندی شرط ہے، لیکن اگر زوجین آپس میں رضامندی سے خلع کا معاملہ نہ کرے بلکہ عدالت کی نوبت آجائے اور عدالت خلع کی کاروائی مکمل کرکے خلع کی ڈگری جاری کرے تو اس میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس طرح کے فیصلے میں خلع کے شرائط کا لحاظ کار کھا گیا ہے یا نہیں؟ اور خلع کا یہ فیصلہ شریعت کے اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں؟ چونکہ عمومی طور پر آج کل عدالتوں میں خلع کے معاملات زیادہ ہو چکے ہیں، لہذا مضمون میں خلع کی شرائط اور اس کی مکمل تحقیق مع دلائل ملاحظہ ہو۔

2. خلع کا مفہوم:

خلع لغت میں "اتارنے" کو کہتے ہیں۔ یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کو نکالنا یا کھینچنا۔

شریعت کی اصطلاح میں شوہر کا بیوی سے معاوضہ لے کر لفظ خلع سے نکاح کے بندھن کو ختم کرنے کا نام خلع ہے۔ چنانچہ مشہور حنفی فقھیہ علامہ ابن الھمام فرماتے ہیں:

"هو لغة: النزع خلع ثوبه ونعله۔ وفي الاصطلاح إزالة ملك النكاح ببدل بلفظ الخلع" [1]

"یعنی خلع لغت میں، اتارنے کو کہتے ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ اس نے کپڑے اور جوتے اتار دیئے، اور اصطلاح میں لفظ خلع اور بدل خلع کے ساتھ نکاح کے ملک کو زائل کرنا ہے۔"

3. شرائط خلع:

شرائط خلع کا مطلب یہ ہے کہ خلع کا حق اگرچہ بیوی کو ہے لیکن یہ بلا کسی قید اور شرط کے نہیں ہے بلکہ اس میں میں کچھ قیود اور شرائط ہیں اگر ان شرائط کا لحاظ رکھا جائے گا تو پھر خلع شرعاً معتبر ہے ورنہ وہ خلع درست نہیں، لہذا ذیل میں خلع معتبر ہونے کیلئے فقہاء نے چند شرائط ذکر کی ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

اَ. ایجاب وقبول:

خلع چونکہ کسی عوض کے بدلے واقع ہوتا ہے، اس لئے خلع کیلئے شرعاً دوسرے معاملات مالیہ کی طرح ایجاب وقبول شرط ہے اور پھر اس ایجاب وقبول میں مکمل مطابقت ہونی چاہیے، کیونکہ دونوں میں فرق ہونے کی وجہ سے خلع واقع نہیں ہوگا۔ اور ایجاب قبول کا خلع میں شرط ہونے پر تمام فقہاء کا اتفاق ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن رشد مالکیؒ لکھتے ہیں:

"فإن الجمهور على أن الخلع جائز مع التراضي إذا لم يكن سبب رضاها بما تعطيه إضراره بها. [2]

---

[1]: Ibn E Alhamam , Muhammad Ibn E Abdulwahed ,Al Hanfi ,Fath Ul Qadeer , Dar Ul Fikar , Berot ,Labnan 1999,V: 2 ,P 20

[2]-Ibn Rushd, Muhammad Ibn Ahmad, Abu Waleed, Badaya Al-Mujthad Nahaya Al-Muqtasad, Published By Mustafa Al-Babi Al-Halabi, Mesar, 1985, V. 2 ,P 28

جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ خلع باہمی رضامندی کی صورت میں جائز ہے، بشرطیکہ عورت کے مال پر راضی ہونے کی وجہ سے مرد کی طرف سے اسے تنگ کرنا نہ ہو۔

ب. شوہر کا خلع کے اہل ہونا:

خلع کے درست ہونے کیلئے شرعاًیہ بھی ضروری ہے کہ جو شخص یہ معاملہ کرے وہ اس کا اہل بھی ہو، کیونکہ خلع ایک نازک فیصلہ ہے، لہذا اس فیصلہ کیلئے اس شخص میں عقل سلیم اور کامل ادراک ہونا ضروری ہے۔

اسی وجہ سے تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ بچے اور مجنون کا خلع معتبر نہیں، کیونکہ ان میں مطلوبہ اہلیت موجود نہیں اس لئے ان کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی، چنانچہ عبدالرحمن الجزیری لکھتے ہیں:

"ومنها أن يكون مسلما فلا يصح خلع الكافر ومنها أن يكون مكلفا فلا يصح خلع الصبي والمجنون [3]

ان شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ شوہر مسلمان ہو، لہذا کافر کا خلع صحیح نہیں اور اسی طرح ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ مکلف بھی ہو لہذا بچے اور مجنون کا خلع ٹھیک نہیں ۔

ج. عورت کیلئے خلع کا اہل ہونا۔

خلع کیلئے جس طرح شوہر کیلئے اہلیت ضروری ہے، اسی طرح عورت کیلئے بھی اہلیت ضروری ہے، چنانچہ اگر بیوی مجنون یا نابالغ ہو اور شوہر کے ساتھ خلع کا معاملہ کرے تو فقہاء کرام ایسے خلع معتبر نہیں مانتے، کیونکہ خلع تو ایک عقد ہے اور عقد میں جانبین سے اہلیت کا ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

" كون الزوجة محل الخلع وقابلته ممن عقد عليها عقد زواج صحيح، سواء أكانت مدخولاً بها، أم لا ۔ [4]

یعنی بیوی کا خلع کا محل اور ان اثرات کے ادراک کے قابل ہو جن پر عقد نکاح ہو چکا ہے، خواہ بیوی سے ہمبستری ہو چکی ہے یا نہیں۔

د.۔بدل الخلع:

بدل الخلع کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز خلع کے بدلے میں شوہر کو دی جائیگی، اس کے کیا شرائط ہیں، سب سے پہلے بات تو یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس میں مہر بننے کی صلاحیت ہو وہ بدل الخلع ہو سکتی ہے، چنانچہ مشہور حنفی فقیہ علامہ ابن الھمام فرماتے ہے:

"وما جاز أن يكون مهرا جاز أن يكون بدلا في الخلع [5]

"جو چیز مہر ہو سکتی ہے وہ خلع میں بدل بھی ہو سکتی ہے۔"

لہذا جو چیز نکاح میں مہر بن سکتی ہے وہ خلع میں بدل خلع بن سکتی ہے، فقہاء نے بدل الخلع کیلئے بہت ساری شرائط بیان کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہے:

بدل خلع ایسا مال یا منفعت ہو جو قابل قدر و قیمت ہو، کوئی بھی معمولی چیز کہ جس کی کوئی قیمت نہ ہو اس کو خلع کا معاوضہ نہیں بنایا جا سکتا ہے۔

---

[3]-Al-Jaziri, Abd Al-Rahman, Fiqh Ali Al-Mudhahib Al-Arabah, Published By Dar Al-Fikr, Beirut, Lebanon, 2000, V. 4, P191

[4] -Al-Zahili, Al-Doctor Wahba, Fiqh Al-Islami Wa Dalta, Maktaba Dar Al-Fikr, Damascus, Syria, 1980, V. 9, P: 465

[5]-Ibn Al-Hammam, Fateh Al-Qadir, V. 9,P :44

بدل خلع ایسامال ہوناچاہیے جس کو شرعاًمال کہاجائے،یعنی جس سے نفع حاصل کرناشریعت کی روسے درست ہو،لہذا،شراب اور مردار بدل الخلع نہیں بن سکتی،اس لئے کہ اس میں شرعاًمالیت کاوصف موجود نہیں۔

کسی ایسی چیز کوبدل الخلع مقرر کرنادرست نہیں جو غصب شدہ ہویابوقت خلع بیوی کے پاس موجود نہ ہو۔

بدل الخلع کی مقدار،نوع معلوم و متعین ہونااور بوقت خلع اس کاموجود ہوناشرط نہیں،بلکہ بدل الخلع اگر معلوم ہو یا مجہول اور غیر متعین دونوں صورتوں میں خلع درست ہو گا۔

"أن يكون مالاً متقوماً موجوداً وقت الخلع معلوماً أو مجهولاً أو منفعة تقوم بالمال،فلا يصح خلع المسلمة على خمر أو خنزير أو ميتة أو دم،ويبطل العوض،ولا شيء للزوج وتكون الفرقة طلاقاً بائناً".[6]

بدل الخلع مال متقوم ہوناچاہیے اور خواہ خلع کے وقت موجود ہویامجہول یاکوئی ایسی منفعت ہوجومال متقوم ہو،لہذامسلم عورت کاخلع شراب، خنزیز، مرداراور خون پر نہیں ہو سکتا،ورنہ عوض باطل ہو گا،اور شوہر کا کچھ بھی نہیں ہو گا،اوراس سے طلاق بائن واقع ہو جائیگا۔

ہ.شوہر سے جبراًخلع کرانا:

جبراًخلع کامطلب یہ ہے کہ بیوی شوہر کو خلع کی پیش کش کرے اور وہ اپنی طرف سے مکمل راضی ہو مگر شوہر اس کے مطالبہ کو پورانہ کرے اور اس پر راضی نہ ہو جائے اور وہ کسی صورت نہ مانے اور پھر شوہر کو زبردستی خلع پر مجبور کیاجائے اور زبر دستی یاوہ زبانی طور پر خلع پر راضی ہو جائے تو ایسی صورت میں شرعاًیہ خلع فقہاء کرام کے ہاں معتبر ہے اور یہ خلع صحیح ہو جائے گا اور اس سے طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور جو مال عورت کی طرف سے طے ہواہے وہ عورت کے ذمے لازم ہو گا۔

چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس حوالہ سے واضح موقف پیش کیاہے:

"ولو كان هو المكره على الخلع على ألف،وقد دخل بها،وهي غير مكرهة،وقع الخلع ولزمها الألف."[7]

اگر شوہر کو خلع پر مجبور کیاگیا،حالانکہ شوہر بیوی سے ہمبستری کر چکاہے اور بیوی پر کسی قسم کاجبر نہ ہوتو خلع واقع ہو جائے گااور ہزار لازم ہو گا۔

4.عدالتی خلع کاطریقہ کاراور اس کے بارے میں مختلف نظریات:

عدالتی خلع سے مراد وہ خلع ہے جو بیوی کو عدالت یا قاضی کی طرف سے اس وقت دیاجاتاہے،جب بیوی خاوند سے خلع کامطالبہ کرے اور خاوند بلاکسی مناسب وجہ یاعذر شرعی کے خلع دینے سے انکار کردے۔اس طرح بیوی کے خلع کے لیے دعویٰ کرنے پر عدالت اگر ضروری سمجھے تو خاوند کے رضامندی کے بغیر خلع کی ڈگری جاری کرادیتی ہے اور زوجین کے درمیان تفریق کرادیتی ہے۔

عدالتی خلع کایہ رجحان ہمارے معاشرے میں بہت تیزی سے پھیلتا جارہاہے،اور روز بروز بہت سارے مسائل اس سے متعلق پیش آتے رہتے ہیں،دراصل یہ رجحان تب پیداہواجب امت مسلمہ کے ایک اجماعی مسئلہ سے ہٹ کر ایک نیا سوچ ایجاد کیاگیاوہ یہ کہ علماء امت کاتو اس پر اتفاق ہیں کہ خلع ایک ایسامعاملہ ہے جس میں زوجین کی رضامندی ضروری ہے اور کسی بھی فریق کی رضامندی اور اجازت کے بغیر خلع کافیصلہ شرعاً درست نہیں کیونکہ یہ دونوں کے درمیان جدائی کان فیصلہ ہے اور جدائی کافیصلہ بڑے سوچ سمجھ کر کیاجاتاہے لہذااس میں کوئی فریق دوسرے پر کسی طریقہ سے بھی جبر نہیں کر سکتا،مگر اس کے بر خلاف کچھ متجددین کاخیال یہ ہے کہ خلع عورت کاایک ایساحق ہے جسے وہ شوہر کی مرضی کے خلاف بھی عدالت سے وصول کر سکتی ہے یہاں تک کہ پاکستان میں اب تقریباًتمام عدالتوں میں بطور قانون اس کواپنایاہواہے،حالانکہ یہ سوچ اور

---

[6]-Al-Zahili, Al-Fiqh Al-Islami Wadalta .V: 9, P: 465
[7]. Shami, Allama Ibn Abidin, Rad Al-Muhthar, Printed, Maktaba Zakariya, Karachi 2008, V:4, P441

نظریہ سراسر قرآن وسنت اور جمہور فقہاء کرام کے رائے کے خلاف ہے، اور اس سوچ نے معاشرے میں فساد اور بے چینی کی فضاء قائم کی ہے وہ اس طرح کہ تھوڑے سے اختلاف کی بنیاد پر عورت جاکر عدالت سے خلع کی ڈگری حاصل کر لیتی ہے حالانکہ یا تو شوہر عدالت میں حاضر نہیں ہوتا یا اگر ہو بھی جاتا ہے تو پھر بیوی کے اعتراضات کا مکمل جواب دیتا ہے اور اس کے حقوق مکمل طریقے سے ادا کرنے پر تیار رہتا ہے، لیکن شوہر کا موقف سنے بغیر اور شوہر کی رضامندی کے بغیر یکطرفہ خلع کی ڈگری جاری کر دی جاتی ہے، اور عورت اپنی آپ کو شوہر سے آزاد تصور کرنے لگتی ہے جبکہ شوہر پریشانی کے عالم میں کبھی ایک دارالافتاء سے فتوی لیتا ہے اور کبھی دوسرے سے، اور وہاں سے یہی فتوی ملتا ہے کہ شوہر کی رضامندی کے بغیر یکطرفہ خلع کی ڈگری لینا درست نہیں، چنانچہ اس طرح ایک کنفیوژن معاشرے کے اندر شروع ہو جاتی ہے اور چونکہ بیوی کیلئے اس صورت میں آگے نکاح کا مسئلہ بڑا نازک مسئلہ ہے کیونکہ اگر وہ شرعی طور پر آزاد نہیں ہوئی ہیے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب وہ دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی تو پھر اگر وہ عدالتی ڈگری پر اعتماد کر کے نکاح کر لیتی ہے تو شرعاً اس کا نکاح معتبر نہیں، ایسی صورتحال میں بڑے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں، لہذا اس معاملہ میں سب سے پہلے دلائل کو بیان کرتے ہیں۔

جو حضرات عدالتی خلع کے قائل ہیں ان کا بنیادی استدلال باری تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ[8]

اگر تمھیں اس بات کا خوف ہو کہ وہ دونوں اللہ کے حدود قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان پر کوئی حرج نہیں کہ وہ کوئی فدیہ دیکر شوہر سے خلاصی حاصل کرے۔

اس آیت میں "فان خفتم " میں خطاب زوجین کو نہیں بلکہ حکام کو ہے، کیونکہ اگر خطاب زوجین کو ہوتا تو" فان خفتم "کے بجائے "فان خافا" کا لفظ آتا لہذا یہاں خوف سے مراد حکام کو خوف لاحق ہونا ہے۔

لہذا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اگر حکام یہ سمجھیں کہ زوجین میں موافقت نہ ہو سکے گی تو وہ اپنی صوابدید کے مطابق نکاح فسخ کرا سکتے ہیں ،خواہ شوہر اس پر راضی ہو یا نہ ہو۔

جبکہ اس کے بر خلاف جمہور علماء امت اس بات کے قائل ہیں کہ خلع میں اگرچہ پیشکش عورت کی طرف سے کی جاتی ہے مگر اس میں جانبین کی رضامندی ضروری ہے، اور ان کی دلیل قرآن کی آیت خلع میں تین ایسے الفاظ جو تراضی طرفین کو ضروری قرار دیتا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں سب سے پہلے جو الفاظ ہے" الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ "اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ اس سے مراد زوجین ہے اور یہ گفتگو اس صورت میں ہو رہی ہے جب میاں بیوی دونوں خلع کی ضرورت محسوس کر رہے ہو اور دونوں کم از کم اس پر راضی ہو۔

دوسرا یہ کہ الفاظ" فلا جناح علیھما " میں بھی تثنیہ کا صیغہ لایا گیا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ گفتگو تراضی طرفین کی صورت میں ہے۔

تیسرا یہ کہ قرآن کریم نے خلع کیلئے لفظ" فدیہ "استعمال کیا جو جنگی قیدیوں کی رہائی کے لئے دی جانے والی رقم کو کہتے ہیں اور اس میں تراضی طرفین ضروری ہوتی ہے۔

لہذا جس طرح طلاق شوہر کا حق ہے اور اسے طلاق دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اسی طرح خلع میں بھی شوہر کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا، بلکہ اس میں باقی عقود کی طرح طرفین کی رضامندی شرط ہے۔

چناچہ علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہے:

---

[8] Al-Quran, Al-Baqarah, 2:229

"الخلع جائز عند السلطان وغيره؛ لأنه عقد يعتمد التراضی كسائر العقود، وهو بمنزلة الطلاق بعوض" [9]

خلع سلطان کے پاس بھی جائز ہے اور اس کے علاوہ بھی۔ اسلئے کہ یہ ایسا عقد جس کی ساری بنیاد باہمی رضامندی پر ہے، اور یہ طلاق کی طرح ہے۔

5. پاکستان میں مروجہ عدالتی خلع کی شرعی حیثیت:

پاکستان میں مروجہ عدالتی خلع کے بارے میں روز اول سے اختلاف پایا جاتا ہے، اور مختلف علماء کرام کی طرف سے اس پر تنقید اور مخالفت بھی کی جاتی ہے، لیکن یہ ایک ایسا پیچیدہ مسئلہ ہے جس سے ہمارا معاشرہ دوچار ہے، آئے روز کوئی نہ کوئی عورت عدالت سے خلع کی ڈگری لے لیتی ہے اور اپنے خیال میں وہ اپنے آپ کو آزاد تصور کرکے زندگی گزارنے لگتی ہے جبکہ دوسری طرف اس کا شوہر کسی بھی مکتب فکر کی دارالافتاء سے اس بارے میں فتوٰی حاصل کرکے اپنی رشتہ زوجیت پر مصر رہتا ہے، بالاخر یہ صورتحال معاشرے میں عدم برداشت اور تشدد کی فضا قائم کرتی ہے ،ذیل میں ہم پاکستانی علماء کی عدالتی یکطرفہ خلع کے بارے میں آراء کا جائزہ لیتے ہیں:

پاکستان میں بنیادی طور پر دو قسم کی آراء اس بارے میں پائی جاتی ہے ایک جواز اور دوسرا عدم جواز کی، سب سے پہلے ان حضرات کے موقف کا جائزہ لیتے ہیں جو اس کو ناجائز سمجھتے ہے:

پاکستان میں چونکہ اکثریت حنفی مسلک سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ہے اسلئے اس سلسلے میں فقہ حنفی میں واضح احکام یہی ہے کہ عدالت کا مروجہ یک طرفہ خلع شرعاً درست نہیں، اور اس طریقہ سے عورت شوہر کی نکاح سے نہیں نکلے گی بلکہ بدستور اس کی نکاح میں رہے گی۔ چنانچہ ملک کے عظیم ادارے جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاون کے دارالافتاء سے اس سلسلے میں ایک سوال پوچھا گیا ہے تو اس بارے میں ان کا جواب مندرجہ ذیل ہے:

"عموماً عدالتی خلع یک طرفہ ہوتا ہے اور ایسی وجوہات کی بنا پر دیا جاتا ہے جو شرعاً فسخِ نکاح کے لیے کافی نہیں ہوتیں؛ اس لیے ایسا خلع شرعاً معتبر نہیں ہوتا، تاہم اگر عدالت کی طرف سے فسخ نکاح ہو اور معقول وجہ کی بناپر ہو مثلاً یا تو شوہر نامرد ہو، یا مجنون ہو، یا مفقود۔۔۔" [10]

اسی طرح ملک کے عظیم مفتی اور رویئت ھلال کمیٹی کے سابق چیرمین مفتی منیب الرحمن صاحب نے اس سلسلے میں اپنے ایک اخباری کالم میں یوں لکھا ہے:

"خلع قاضی کے یک طرفہ حکم سے نافذ نہیں ہوتا، اس پر زوجین کی رضامندی ضروری ہے اور قاضی کو چاہئے کہ ترغیب یا ترہیب سے شوہر کو آمادہ کرے فیملی کورٹس کے جج صاحبان عام طور پر شرعی حدود کی رعایت نہیں کرتے، بس صرف قانونی تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہیں اور اس سلسلے میں ضابطۂ قانون کو اور آسان بنادیا گیا ہے۔ اس لئے آئے دن لوگ عدالت سے "فسخِ نکاح" کی ڈگری لے کر دارالافتاء میں آتے ہیں کہ یہ شریعت کے مطابق ہے یا نہیں؟ کسی بھی مفتی کے لیے ہر فیصلے کی توثیق مشکل ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" [11]

لیکن پاکستان میں حنفی علماء جتنے بھی ہے وہ سب اس بات پر بھی متفق ہیں کہ اگر عورت عدالت میں خلع کا کیس دائر کرے اور شوہر خلع پر راضی بھی نہ ہو اور فسخ نکاح کی صورتوں میں کوئی صورت بھی پائی جاتی ہو، جبکہ عدالت کے باربار بلانے اور سمن جاری کرنے کے باوجود شوہر حاضر نہ

---

[9]-Muhammad Ibn Ahmad Ibn Sahl, Al-Mabusut, Al-Sarkhsi, Maktaba Dar-Ul-Marafah, Beirut, 2000 Kitab Al-Talaq, Chapter Al-Khala, V: 6, P:173

[10]-Darul Ifta Jamia Uloom Islamia, Banuri Town, Karachi, Fatwa No.: 144010201248 Issued On 10 September 2020

[11] . Muneebur Rahman, Mufti, Date Of Publication, 2015.06.13 Https://Dunya.Com.Pk/Index.Php, Retrieved 16 October 202

ہو تو پھر عدالت اگر یکطرفہ طور پر نکاح کو فسخ کرے تو یہ شرعاً معتبر ہے۔ فسخ نکاح کی تفصیل اور اس کے شرائط اور اس کی مکمل تفصیل آئندہ آنے والی ہے۔

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں اپنے فتاوٰی کی کتاب " فتاوی عثمانی " میں لکھتے ہیں:

"اگر شوہر یا اس کا وکیل عدالت میں حاضر نہ ہو جیسا کہ آج کل عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اور عدالت کے بار بار نوٹس اور سمن جاری کرنے اور شوہر نوٹس اور سمن کے بارے میں مطلع ہونے کے باوجود حاضر نہ ہوتا ہو تو اگر بیوی کے پاس گواہ موجود ہوں اور وہ پیش بھی کرے تو جج ان کی گواہی کی بنیاد پر بیوی کے حق میں فسخ نکاح کا فیصلہ جاری کرے اور اگر عورت کے پاس گواہ موجود نہ ہو یا ہوں، لیکن وہ پیش نہ کرے تو شوہر کا بار بار بلانے کے باوجود عدالت میں حاضر نہ ہونا اس کی طرف سے قسم سے انکار سمجھا جائے گا اور اس انکار کی بنیاد پر عدالت شوہر غائب کے خلاف اور بیوی کے حق میں فسخ نکاح کا فیصلہ جاری کرلے گا"[12]

جبکہ اس کے برخلاف پاکستان میں بعض علماء کرام مروجہ عدالتی خلع کے مطلقاً جواز کے قائل ہیں، اور اسی کے مطابق فتوٰی دیتے ہیں، اور ان کے نزدیک خلع میں طرفین کی رضامندی ضروری نہیں، بلکہ اگر بیوی نے عدالت آکر صرف اتنا کہہ دیا کہ مجھے اس شوہر کے ساتھ نہیں رہنا تو عدالت شوہر سے پوچھے بغیر بھی اگر خلع کی ڈگری جاری کرے تو شرعاً یہ درست ہے اور اس رجحان اور نظریہ کے حامل اہل حدیث اور سلفی علماء ہیں ، چنانچہ اہل حدیث مکتب فکر کی " محدث میگزین " نے عدالتی خلع پر مفصل بحث کر کے درج ذیل نقطہ نظر بیان کیا ہے:

" طلاق کو اللہ تعالیٰ نے مرد کے ہاتھ میں رکھا ہے، اور زوجین میں افتراق کی اکثر و بیشتر صورتیں مرد کے اس اختیار کے ذریعے ہی پوری ہوتی ہیں عورت کو اللہ تعالیٰ نے حق خُلع دیا ہے جو وہ خود حق مہر، فدیہ کی پیش کش کر کے شوہر سے لے سکتی ہے۔ تاہم بعض ناگزیر صورتوں میں قاضی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ شوہر پر دباؤ ڈالے کہ وہ بیوی کو حق خلع دے اور قاضی کا فیصلہ شرعی حیثیت رکھتا ہے جس پر عمل کرنا فریقین کے لیے ضروری ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔"[13]

گویا ان حضرات کے نزدیک خلع کیلئے صرف زوجین کی رضامندی کافی نہیں بلکہ اگر زوجین میں سے کوئی ایک راضی نہ ہو اور دوسرا خلع کا مطالبہ کریں تو بھی قاضی اس کو مجبور کر سکتی ہے، کیونکہ ان کے نزدیک قاضی کو ایسے معاملات میں اختیار حاصل ہے کہ وہ دباؤ ڈال کر بھی خلع پر دستخط کر دے یا یکطرفہ ڈگری جاری کریں۔

حالانکہ جیسا کہ پہلے معلوم ہوا کہ خلع ایک عقد ہے اور اس میں طرفین کی رضامندی شرط ہے اگر دونوں میں سے کسی بھی طرف سے رضامندی مفقود ہو تو پھر شرعاً اس طرح خلع معتبر نہیں، بلکہ اگر اس کے بعد عورت کہی نکاح کرے گا بھی تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

البتہ اگر کہی ایسی صورتحال ہو کہ شوہر کی بیوی کی بنیادی حقوق میں حق تلفی کر رہا ہو تو اس وقت اگر کوئی حقیقی عذر موجود ہو تو اس حقیقی عذر کی بنیاد پر بیوی عدالت میں فسخ نکاح کی درخواست دائر کریں اور اپنا موقف دلائل سے ثابت کریں اس موقع پر اگر شوہر حاضر ہوا اور اس نے مدعی کے موقف کا جھٹلایا یا غلط ثابت کیا تو تفریق نہ ہوگی ورنہ تفریق ہو جائے گی یا اسی طرح اگر وہ عدالت میں حاضر نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں

---

[12].Usmani, Muhammad Taqi, Fatawa Usmani, Mufti, School Of Maarif Al-Qur'an, Karachi, 2012 Kitab Al-Zalaq V:3, P:462

[13]- Https://Magazine.Mohaddis.Com/Shumara
Hassan Madani, Islamic Research Council, Published, July-August 2015, Issue 372, Page 47, Retrieved On September 20, 2020.
Https://Magazine.Mohaddis.Com/Shumara

قاضی اس کی طرف سے قائم مقام ہو کر فسخ نکاح کی ڈگری جاری کرے گا اور اس کے بعد بیوی آزاد ہو گی وہ کسی بھی جگہ عدت کے بعد نکاح کر سکے گی، لیکن اس کے لئے بنیادی عذر ہونا ضروری ہے۔

اَ. فسخ نکاح کا حکم:

اگر شوہر طلاق دینے پر راضی نہ ہو اور نہ ہی خلع پر راضی ہو اور بیوی کیلئے شوہر کے پاس رہنا مشکل ہو اور شوہر کے پاس رہتے ہوئے اس کے بنیادی حقوق متاثر ہو رہے ہیں تو ایسی صورت میں عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عدالت سے رجوع کریں اور جس عذر کی وجہ سے وہ خلاصی حاصل کرنا چاہتی ہو وہ عذر اپنے مقدمہ کا حصہ بنائیں جیسے شوہر کا مجنون ہونا، نان نفقہ پر قادر نہ ہونا، یا ایسا غائب ہونا جس کا کوئی اتہ پتہ نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں عدالت میں کیس دائر کرنے کے بعد عدالت اپنے طور پر کیس کی تحقیق کرے گا اور کیس کی تحقیق کے بعد اگر عدالت اس نتیجہ پر پینچتی ہے کہ عورت اپنے دعوی میں حق پر ہے تو پھر عدالت کو اختیار ہے کہ وہ یکطرفہ طور پر فسخ نکاح کی ڈگری جاری کرے، خواہ شوہر عدالت میں حاضر ہو یا نہ ہو لیکن اگر اس کا قصور ثابت ہو گیا تو پھر عدالت فیصلہ کر سکتی ہے اور عدالت کا فیصلہ آنے کے بعد بیوی شوہر سے آزاد ہو جائے گی اور جس تاریخ کو ڈگری جاری ہوئی ہے اس تاریخ سے عورت اپنی عدت مکمل کرے گی اور اپنی عدت مکمل کرنے کے بعد عورت خود مختار ہے کہ وہ اپنے آگے کی زندگی کا فیصلہ کرے، لیکن عورت خود سے نکاح ختم ہونے کا دعوی نہیں کر سکتی جب تک عدالت میں نہ جائے، کیونکہ ایسے معاملات میں قاضی اور عدالت کا ہونا شرط ہے اور اسی طرح کوئی خاص سبب اور عذر کا پایا جانا بھی شرط ہے جیسے تعنت، تشدد، شوہر کا نامرد ہونا، شوہر کا گم ہونا، مجنون ہونا وغیرہ اگر ان اسباب میں سے کوئی سبب پایا جائے تو پھر عدالت تحقیق کے بعد فسخ نکاح کی ڈگری جاری کرے تو یہ شرعاً معتبر ہو گا۔

جیسا کہ حیلہ ناجزہ میں اس مسئلہ کی تفصیل کچھ یوں بیان کی گئی ہے:

"زوجہ مفقود کیلئے چار سال کی مدت بالاتفاق اس وقت ضروری ہے جب کہ عورت اتنی مدت تک صبر و تحمل اور عفت کیساتھ زندگی گزار سکیں، لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو یعنی عورت اندیشہ ابتلاء ظاہر کردے تو اس میں اس کی بھی گنجائش ہے کہ مذہب مالکیہ کے مطابق چار سال میں کمی کی جائے، کیونکہ جس وقت عورت کے گناہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو ان کے نزدیک کم سے کم ایک سال کے انتظار کے بعد تفریق جائز ہے"[14]

6. نتیجہ البحث:

خلاصہ یہ ہے کہ خلع کیلئے جانبین کی رضامندی بنیادی طور پر شرط ہے، اگر کہی پر مذکورہ شرط یا باقی شرائط مفقود ہو تو پھر شرعاً خلع معتبر نہیں ہو گا، جبکہ مروجہ عدالتی خلع میں چونکہ اکثر اوقات خلع کے شرائط کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا لہذا عدالت کی ذمہ داری ہے کہ وہ خلع کی کیس میں زوجین کو یا تو خلع پر راضی کر کے خلع کا فیصلہ کریں یا اگر وہ راضی نہ ہو تو اگر کوئی فسخ نکاح کے اسباب (جیسے تعنت، تشدد، عنین ہونا) وغیرہ میں سے کوئی سبب پایا جائے تو فسخ نکاح والی صورت اختیار کی جائے۔

7. گزارشات:

1۔ خلع کیلئے چونکہ زوجین کی رضامندی ضروری ہے، لہذا اس میں شریعت کے مقرر کردہ شرائط کو ہی مدنظر رکھنا چاہیے۔

2۔ اگر عدالتوں میں خلع کا کیس دائر ہو جائے تو زوجین کو بلا کر ہی خلع پر راضی کیا جائے۔

3۔ عدالت میں شوہر کی طرف سے عدم رضامندی کی صورت میں یکطرفہ فیصلہ کرنا شرعاً درست نہیں، ایسی صورت میں عدالت زوجین کے درمیان مواقفت کی کوشش کریں۔

[14] -Thanvi, Ashraf Ali, Haila Najaza, Muktaba Razi Deoband India, 2005 P.: 127

4۔ شوہر اگر عدالت میں حاضر نہ ہو یا اگر حاضر ہو جائے لیکن خلع پر راضی نہ ہو اور فیصلہ نہ ہونے کی وجہ سے بیوی کی حق تلفی ہو رہی ہو تو ایسی صورت میں عدالت فسخ نکاح والی صورت اختیار کر سکتی ہے۔

5۔ موجودہ دور میں عورت کو خلع کے بجائے فسخ نکاح کا دعوی دائر کرنا چاہیے تا کہ عدالت فسخ نکاح کے اسباب کو دیکھ کر ایسا فیصلہ کریں جو تمام علماء کرام کے نزدیک جائز ہوں۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)